

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

قارئین کے سوالات



سوال نمبر ① : روایت : ((إذا أعتبكم الأمور فعليكم بأصحاب القبور)) بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب : یہ خانہ ساز روایت ہے جو سند سے عاری ہے اور قبر پرستوں کی گھڑنت ہے۔ اس کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

فهذا الحديث كذب مفترى على النبي صلى الله عليه وسلم بإجماع العارفين بحديثه ، لم يروه أحد من العلماء بذلك ، ولا يوجد في شيء من كتب الحديث المعتمدة .

”احادیث نبویہ کی معرفت رکھنے والے علمائے کرام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ یہ حدیث نبی اکرم ﷺ پر باندھا گیا ایک جھوٹ ہے۔ علمائے کرام میں سے کسی نے اس کو بیان نہیں کیا نہ حدیث کی معتبر کتب میں یہ پائی جاتی ہے۔“ (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: ۳۵۶/۱)

شیخ الاسلام ثانی ، عالم ربانی ، امام ابن القیم رحمہ اللہ اس روایت اور اس جیسی دوسری روایات کے بارے میں لکھتے ہیں:

أحاديث مكذوبة مختلقة ، وضعها أشباه عباد الأصنام من المقابرية على رسول الله صلى الله عليه وسلم تناقض دينه ، وأمثال هذه الأحاديث التي هي مناقضة لدين الإسلام وضعها المشركون وراجت على أشباههم من الجهال الضلال .

”یہ احادیث جھوٹی اور خود گھڑی ہوئی ہیں۔ انہیں بت پرستوں سے مشابہت رکھنے والے قبر پرستوں نے گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ذمے لگایا ہے، حالانکہ یہ احادیث دین محمدی کے خلاف ہیں۔ ان جیسی اور

بہت سی احادیث ہیں جو دین اسلام کے خلاف ہیں، انہیں مشرکین نے گھڑا اور وہ ان جیسے جاہل اور گمراہ مشرکین میں رواج پا گئیں۔۔۔“ (اغاثہ اللہفان لابن القيم: ۲۱۵/۱)

سوال نمبر ۲ : کیا امام شافعی رحمہ اللہ سے امام ابوحنیفہ کی قبر پر دعا کرنا ثابت ہے؟

جواب : امام شافعی رحمہ اللہ سے امام ابوحنیفہ کی قبر پر دعا کرنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں امام شافعی کی طرف منسوب ایک ضعیف اور باطل روایت یہ ہے:

إِنِّي لِأَتْبِرَكَ بِأَبِي حَنِيفَةَ ، وَأَجِيءُ إِلَى قَبْرِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ ، يَعْنِي زَائِرًا ، فَإِذَا عَرَضَتْ لِي حَاجَةٌ صَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ ، وَجِئْتُ إِلَى قَبْرِهِ وَسَأَلْتُ اللَّهَ تَعَالَى الْحَاجَةَ عَنْهُ ، فَمَا تَبَعْدَ عَنِّي حَتَّى تَقْضَى .

”میں ابوحنیفہ سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر ہر دن زیارت کے لیے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں دو رکعتیں ادا کرتا ہوں اور ان کی قبر کی طرف جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کا سوال کرتا ہوں، جلد ہی وہ ضرورت پوری کر دی جاتی ہے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی: ۱۳۵/۱)

یہ جھوٹی اور باطل روایت ہے۔ اس کے راوی عمر بن اسحاق بن ابراہیم کا کتب رجال میں کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔ نیز علی بن میمون راوی کی بھی تعیین نہیں ہو سکی۔ اس کے باوجود محمد زاہد الکوثری الحنفی الجہمی نے اس کی سند کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

(مقالات الکوثری: ۳۸۰)

جس روایت کے راوی کا حال یہ ہو کہ اس کا کتب رجال میں ذکر ہی نہ ہو، اس کی سند صحیح ہوئی؟ یہ سب کچھ فقہ حنفی اور قبر پرستی کو تقویت دینے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: